

کتاب بہرہ رقصی و ترقی ہے۔ اور کوئی صاحبِ بنا اجارت ہمارے لئے

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

یعنی حضرت سچ کو لائے اور اس نے سچ کو سچ مانا یہی سچی  
 عین خدا کے نور میں غرق ہیں انکا ملک ہے جو چاہیں خدا کے  
 پاس ہی بڑا ہے حاضران و رابر کی سلفانوں مبارک ہو کہ شعب  
 الارضان سچی شریف حدیث معجم ہیں وارد ہے حسب تحقیق علامہ  
 حنفی نے کتاب حاویش سے انتخاب کر کے مرقوم فرمایا ہے



جیسا نقاشی  
 بشرح و بسط بیان ہوا ہے۔ جس سے ایمان کامل  
 ہو جاتا ہے۔ یہ رسالہ دخولِ جنت کے واسطے کافی ہے۔  
 حرزِ جان ہے اور ایمان ہے۔ رضا کے رحمان ہے کلید  
 غفران ہے آمان و وہ جہان ہے  
 اذ انقاس مولیٰ عید القادور الشہیر غلام قمار قریشی  
 بیرونی مقیم مسجد میگم شاہی لاہور + + +

(یہ رسالہ شہید محمد رفیع شاہی نے لکھا ہے)

یہ رسالہ مسجد میگم شاہی سنی دروازہ لاہور میں مل سکتی ہے + + +



ملکِ اعلیٰ و رسالہ کا دور سرانا نام یہ ہے۔ شہید محمد رفیع شاہی علمِ العقبین و شہادِ علمِ العقبین (۱) کتابیں جمع ہو کر یہ ہے



# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى والصلاة والسلام على  
 سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم ثم بعد ذلك  
 ونحوه۔ حدیث حضرت علیؓ علیہ السلام فرمایا اے ایمان  
 بضع و سبعون شعبہ یعنی ایمان کے چند اور ستر روشن شاخیں  
 من اعطيتن الا الا الا الله واذا تمها ايمانكم الا ذی عن  
 طریق المؤمنین۔ والحبیب شعبہ من الايمان یعنی بڑا اور بچا  
 شعبہ لا اله الا الله ہے اور پست تر مسلمانوں کے رستہ سے  
 موڑی کو مٹاتا ہے۔ اور حیار خدا و خلقت سے ایک شعبہ ایمان  
 کا ہے۔ اس حدیث شریفہ کے معنی میں علماء کے کرام سے بقدر  
 علم والہام براہ و حدیث نبویؐ تفصیل فرمائی اکثر محدثین  
 حدیث نے فرمایا کہ ہر او عشرت میں اللہ عظیمہ وسلم کی کثرت شعبوں  
 کی ہے نہ ضرور عدد مذکور۔ اور محققین تنبیہ نے اپنے بدر الدین عینی  
 نے بعد بیان لطائف اس حدیث کے لفظ بضع کی تفسیر فرمائی کہ  
 ہر او اس سے سات ہیں ہیں بحیث شعبہ ایمان ستر ہیں اور ستر  
 قدوسہ الحقیقین محمد بن عبد اللہ بن علیؓ نے فرمایا کہ بضع کا  
 لفظ و ستہ و تیس بولا جاتا ہے۔ تو مراد علمائے حدیث کا ہے یعنی  
 ۱۰ شعبہ ہیں جن میں حسب تعدد حروف مقطعات و احوال صغر  
 قرآنہ ۷۰ ہیں ایک شعبہ علی مومن کے دل میں ہے اور باقی ۱۰۔  
 شعبہ فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں جو مومن کی محافظت کرتے ہیں۔  
 ان سات گروہ کے نام بھی حروف مقطعات ہیں۔ الم الم المص الم

حسن کن بہ ہر قلمی و خطی نہ ہوں وہ مسرت ہے۔ اور کوئی صاحب بلا اجازت ہمارے نہ تھارے

والله جاء بالصديق وصدق به اولئك هم المتقون

یعنی حضرت سچ کو لائے اور امت نے سچ کو سچ مانا یہی متقی  
 مومن خدا کے نور میں فرق میں انکا ایک ہے جو چاہیں خدا کے  
 پاس ہی جڑا ہے حاضران و غایب کی سلامتوں مبارک ہو کہ شعب  
 ایمان کی تشریف حدیث صحیحین وارد ہے حسب تحقیق علمائے  
 حنفیہ نے کتاب حاویش سے انتخاب کر کے مرقوم فرمایا ہے



جیسا تفصیل  
 بشرح و بیض بیان ہوا۔ جس سے ایمان کامل  
 ہو جاتا ہے۔ یہ رسالہ دخول جنت کے واسطے کافی ہے۔  
 حرز جان ہے نور ایمان ہے۔ رضا کے رحمان ہے کلید  
 غفران ہے آمان و دجہان ہے  
 از انھاس مولیٰ عبد القادر الشہیر غلام قادر قریشی  
 بھیروی مقیم مسجد بیگم شاہی لاہور۔ + + +

(خاتمہ حکیم سید محمد علی شاہ)

پیر سید محمد بیگم شاہی مستی دروازہ لاہور میں مل سکتی ہے



رسالہ کلام و سرائیام۔ یہ شیخ شعب الایمان معتمد علم العزیز و شوالہ علم العزیز اسلام آباد کی کتابچہ ہے







عال ہوئے تو آئندہ تحقیق شیخ کی الہی جاوگی۔ انہیں نجات آخروی و  
 سعادت دینوی محصور ہے۔  
**کتاب شرح معنی جلد اول صفحہ ۱۱۰**۔ بدیع الدین عینی نے کہا کہ ہر شاگرد  
 نے شعب الایمان لکھے ہیں۔ میں سب کا خلاصہ یہ لکھتا ہوں کہ شعب الایمان  
 تصدیق قلبی اور اقرار لسانی ہے۔ لیکن ایمان کامل اور تصدیق قلبی۔ اقرار  
 لسانی محل بارکان ہیں جو تین قسم ہیں قسم اول تصدیق قلبی کے تین  
 شعبے ہیں جن شیعوں سے کتب عقائد مشہور ہیں۔ (۱) اول ایمان ہر ذات  
 و صفات توحید باری تعالیٰ۔ (۲) بالکلیس یک شہادہ شہی (۳) حدود  
 عالم ماسوا، اللہ تعالیٰ (۴) ملائکہ ہر ایمان لانا۔ (۵) الایمان بالکلیس  
 المتکلف۔ (۶) الایمان بالرسول (۷) الایمان بقضاء و قدر  
 و خیر و شر و (۸) ایمان بروز قیامت۔ حسین سوال منکر و مکبر و عذاب قبر  
 بعث و نشر حساب و وزن اعمال و عبور بر صراط و جمیع مواقف میدان  
 حشر و اخل ہیں (۹) وعدہ جنت ہر اے مومنین و خلو مومنین و جنت  
 (۱۰) و اعتقاد بدخول کفار و رجیم۔ و خلو و کفار فی النار۔ او شہد محبوبان خدا  
 جس میں صحابہ کرام و اہل بیت۔ اولیائے عظام و سایر صالحین و  
 ابرار۔ اور عمرت رسول اللہ و آل حضرت داخل ہیں (۱۱) جس شخص کی  
 صحبت ہو اوسے کا اجر و ثواب کی صورت ہے۔ (۱۲) اخلاص یعنی ریا  
 نفاق کا ترک کرنا۔ (۱۳) توبہ کرنا اور تدارک از گناہ (۱۴) خوف عذاب  
 (۱۵) رجاء بر اعمال صالح و (۱۶) تائیدی کا ترک کرنا۔ (۱۷) شکر بر نعمت  
 خدا (۱۸) و قضا کے عہد۔ (۱۹) صبر پر نکالیف (۲۰) تواضع یعنی تعظیم بزرگان  
 دین (۲۱) رحمت و شفقت بر ضعیف و مساکین و ایتام و یتیم و یتیم  
 (۲۲) رضا بقضاء الہی (۲۳) توکل یعنی اعتماد و رجاء امور پر تقدیر اللہ۔  
 (۲۴) ترک عجب یعنی خود پسندی و ترک تکبر یعنی اپنی خود مانی اور پاک

و اسمی کا اظہار اور کہنہ کرے (۲۵) ترک حسد یعنی اندرونی کینا و بغض  
 یعنی کینہ و سوخت و لی مسلمانوں کی نسبت نہ کرنا (۲۶) ترک غضب  
 (۲۷) کہو غارتی یعنی ہتھی اور فریب کو ترک کرنا۔ (۲۸) ترک دنیا و  
 مال و متاع (۲۹) ترک جاہ و بدل۔  
**قسم ثانی**۔ یعنی افراد باللسان کے سات شعبے ہیں۔ (۱) کلمہ  
 توحید کا زبان سے کہنا (۲) تلاوت قرآن مجید فرقان حمید (۳) علم  
 فقہ شریف کا پڑھنا۔ (۴) دعا کے حاجات و دعا کے خیر و دفع شر  
 (۵) ذکر الہی جس میں سب اقسام ذکر کے داخل ہیں (۶) استغفار  
 از معاصی (۷) لغویات اور فضول اور یہ وہ گوئی جو اجتناب و پرہیز کرنا  
 قسم ثالث یعنی محل بالارکان کے شعبے چالیس ہیں اور یہ تین قسم کے  
 ہیں۔ اول محض ہدات الاشخاص جو تعداد میں سولہ ہیں (۱) طہارت  
 ثوب و مکان و بدن جس میں وضو و غسل بدن از نجاست حقیقی و کیمی  
 داخل ہے۔ (۲) اقامت صلوٰۃ یعنی فرائض و نوافل و قضا اور نماز  
 کے فرائض و واجبات و سنتیں و استحبات داخل ہیں (۳) صدقہ  
 جس میں زکوٰۃ کفارت و صدقہ فطر۔ و نفقات ذی رحم۔ و شیاقت  
 مہمانان و ولایم و غیر اس اولیائے داخل ہیں۔ (۴) روزہ کے سب  
 اقسام یعنی روزہ پاسے رمضان و کفارت و ایام فیض اسبغہ شوال  
 سب داخل ہیں (۵) حج و غروم جمع ارکان و واجبات و سنتیں۔  
 (۶) اعتکاف در ماہ رمضان جس میں لیلة القدر کی طلب و رجاء  
 بھی داخل ہے (۷) اپنا دین لیکر کفار سے دور ہو جانا جیسے ہجرت  
 از دار الکفر و دار الحرب کے بسوسے دار الاسلام داخل ہے۔ (۸) نذر یعنی  
 مباح کو اپنے ذمہ واجب کر لینا اسے وفا کے نذر یہ ایجاب ساتھ  
 اللہ کے ہو یا ساتھ عباد اللہ کے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا کہ اگر



میرا یہ کام ہو جائے گا تو میں سووم - یا صلوات یا صدقہ پیر سے نام ادا کرونگا  
 یا کسی بندہ کے ساتھ ہو - اس طرح پر کہ اگر تو یہ کام کرے تو میں اس قدر  
 تجھ کو روکوں گا - یا پھر سے ساتھ کوئی اور سلوک کروں گا عرض غزالیہ بجا  
 مباح کا نام ہے - مال وغیرہ - (۴) بھگتی جی فی الہیچان یعنی ایمان  
 کا احتیاط کرنا کہ اس میں کوئی مشابہ نقصان کا نہ ہو جاوے (۵) ادا  
 کفارہ یعنی عقیقہ عبد یا لباس یا خوراک دس آدمیوں کا یا تین دن  
 روزہ کفارہ قسمین اور ساٹھ آدمیوں کو وقفہ خوراک یا ساٹھ روزہ کفارہ صوم و طہار  
 میں دایہ تر عیوت مرو کو ناف ہے تازیر زانوں - اور عورت کو سارا  
 بدن سوائے ہاتھوں کی پتیلیوں کے اور پاؤں کے داخل نماز  
 ہو یا طہارچ از نماز فرض ہے (۶) قریبائی یعنی پر لباس زبان سے  
 نذر کرے اس کا ادا کرنا - (۷) میت مومنین کی تجیز و تکفین کا  
 اتمام کرنا - (۸) قرضہ ادا کرنا (۹) معاملات جیسے بیع و شراہ  
 و کفارہ و حوالہ ثبہ وغیرہ جمیع معاملات میں صفائی حسب شرع قائم  
 رکھنا سو و مال و سود میں سے اجتناب کرنا - (۱۰) شہادت ادا  
 کرنی بوجہ کامل اور اس کے اخفاستہ پر مہیز کرنا -  
 و **تیسرا قسم** عمل بالارکان کا مختص متعلقین ہے - اور یہ چھ  
 شے ہیں (۱) نکاح کر کے حرام سے بچنا (۲) عیال کے حقوق نان و  
 نفقہ ادا کرنا جس میں وکرون سے نرمی کے ساتھ سلوک کرنا داخل  
 ہے (۳) والدین اور باقی اہل حقوق کے ساتھ وفاداری اور  
 سلوک کرنا اور انکی نافرمانی سے بچتے رہنا (۴) تربیت و تعلیم  
 و تادیب اولاد کی (۵) مسلمہ رحمی کو قائم رکھنا یعنی رشقتہ داروں  
 سے میل جول و ملاقات کرنی - اور رشقتہ قائم رکھنا - (۶) طاعت  
 الہی میں غلام کو اپنے آقا کی رضا گرد کو استاد کی اور مرید کو اپنے

مرشد کی اطاعت کرنا -  
**تیسرا قسم** عمل بالارکان کا عامہ مومنین کے ساتھ متعلق ہے  
 اور اسکے ۸ شے ہیں - (۱) حکومت بالعدل (۲) جماعت مسلمین  
 کے ساتھ اتفاق کرنا یعنی جماعت اولیٰ بھیابہ کرام کی پھر تابعین اور  
 مجتہدین کی ہے پابندی تابعین اور صاحبین است کی ہے - بعدہ  
 جماعت اہل مکہ و مدینہ یعنی حریم شریفین کی ہے کہ انکا تقویٰ مسلح  
 مسلم فی الدین ہے انکا مخالف دور از رحمت خدا ہے (۳) اولیٰ الامر  
 یعنی سلاطین امر معروف کرہ نہی الون کی تابعداری کرنی - (۴) باہم  
 مسلمانوں کا اتفاق کرنا نرمی سے ہو یا گرمی سے ہو حسین قتال  
 خوارج و باغیان یعنی مخالفین عقاید میں مخالف عقیدہ اہل سنت  
 و الجماعت داخل ہے - جیسا کہ شامی نے کتاب بغاۃ میں مخالف اہل سنت  
 سنت و الجماعت کو خواجہ و باغی لکھا ہے (۵) وفاداری پر مدو  
 واعانت کھڑی رہنا - امر معروف نہی عن المنکر یعنی نیکی کا امر کرنا اور  
 بدی سے ہٹانا (۶) اقامت الحدود یعنی پادشاہ کو مرتکب کبائر  
 پر حدود اللہ جاری کر سنبھالنے قصاص قاتل سے لینا زانی اور شرابی  
 پر حد لگانا - اور قطع بد سارق کا کرنا - اور دیگر تعزیرات ماسوائے ان  
 جبرائیم کے جب رائے حاکم جاری کرنا (۷) حاد و فی سبیل اللہ کرنی تاکہ  
 جہدی سد نفور یعنی دار الحرب کے راہ گزروں پر چھاؤنیاں و النیان -  
 (۸) امانت کا ادا کرنا یعنی جس کو اپنا پتھوان حصہ جو اللہ اور رسول  
 کا حق ہے - مال غنیمت سے ادا کرنا (۹) کسی مسلمان کو قرض حصہ دینا -  
 اگر لیا ہوا ہو تو پورا ادا کر دینا - (۱۰) مسابہ کی عزت و خدمت کرنا (۱۱)  
 مال کا جمع کرنا بطریق وجہ حلال - (۱۲) اتفاق مال بوجہ جلال و بلا اسراف  
 بقدر حاجت و نیازت و نقصان (۱۳) مومنین کے سلام کا جواب



دینار یا ستھار ان حالات کے جہاں سلام دینا مکروہ ہے۔ مثلاً بوقت  
قرآن قرآن شریف یا بوقت سماع اذان یا بوقت اکل طعام یا بحالت  
برائی۔ یا بحالت نامشروع وقت اشتغال بعیان۔ (التشریح)  
یہ دو سلام مختص بسلام زیارت اشخاص ملاقات ہے۔ اور جو شخص  
عند الحاکم برائے ادا کے شہادت یا در مسجد برائے نماز آوے  
اور سلام کہے اور اہل محکمہ یا اہل مسجد کو سلام کہے۔ تو اس سلام  
کا جواب واجب نہیں ہے۔ دھن تَشْمِیْتُ الْعَاطِسُ یعنی چھینک  
کا جواب دینا جب چھینکے وَاللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے تو مسامح  
بِحَدِّثِ اللّٰہِ کہے (۲۷) کسی کو ضرر نہ پہنچانا۔ (۲۸) یہ وہ بات  
والہو و لعب سے پرہیز کرنا۔ (۲۹) مسلمانوں کے رستہ سے موٹی  
دور کرنا۔ وَالسَّلَامُ وَخَيْرُ الْأَحْیَاتِمْ یعنی شرح بخاری جلد ثانی ص ۳۳  
بذل حدیث قَاتِلِ مَنْ خَلَفَ مِمَّا أَدْرَىٰ فِی جِهَتِهِ قَبْلَئِیْ یعنی میں تجھے واللہ کو الہ  
وکیسار ہوں جیسا سامنے میں دیکھ چکا کہ اللہ شاعریہ حنیفہ پریشاں طو کی فی اللہ  
مَوَاجِہَہٗ وَلَا مَقَابِلَہٗ وَجُودًا اِیضًا اَعْلٰی الصِّیْنِ بِہٖ اَنْدَکُسْ ثَلٰثَ کُھو کہی  
اَھْلِلِ السُّبْحَ اَنَّ الْوُجُوہَ لَا یَسْتَوِطُ لَهَا عَقْدٌ وَغُفٌ وَلَا مَقَابِلَہٗ وَلَا قُرْبَہٗ یَلْزَمُ  
حکوا بچوا ذر ویر اللہ تعالیٰ فی الذکار الآخر فی خلاۃ قَالِی الْمَعَارِ لَہٗ فِی الْوُجُوہِ مَطْلَعٌ  
وَالْمَشْرِیْقُ وَالْکَرَامِیۃُ فِی خُلُوہَا عَنِ الْمَوَاجِہِہٖ وَالْمَکَانَ قَاتِلُہُمَا جُودًا اِیضًا  
اللہ تعالیٰ اِلٰہِ عَقْدٌ ہُمُ کُھوہُ تَعَالٰی فِی الْجِہَتِہٖ وَالْمَکَانَ وَاھْلِلِ السُّبْحَ اَشْبُوہُ رَیۃُ  
تَعَالٰی بِالْقَلِّ وَالْعَقْلِ کَمَا کُھوہُ فِی مَوْجِہِہٖ وَیَسْئَلُ بِالْاَوَّحَانِ عَلٰی اَنَّ تِلَکَ الْوُجُوہُ  
مُکَرَّمٌ عَنِ الْاِنطِبَاحِ وَالْمَوَاجِہِہٖ وَالْاِصْطَالَ الشَّعْرِ اِبْرَہِیْمَہٗ ہِیَ ہِیَ اس حدیث میں  
سنت اشاعرہ کی سند ہے کہ رویت میں موافقت اور مقابلہ ضرور نہیں اور حلیہ نیز کہ  
میں کہ میں من اندھا ملک، افریقہ کے چہرہ کو دیکھ کہتا ہوں میں ہی تو ہی نیز ویک اہل سنت  
جماعت کے کہ رویت میں عقلاً شرط نہیں کہ انکدر سے دیکھے یا مقابلہ ہو یا قرب

وہاں سے واپس آئے کہیں پرین کو دعا دیکھا اس کا تعقل اور عقل کے لیے جیسا کہ اپنے عقائد میں حکیمان کے ساتھ بیان کر چکے ہو وہ دعا پڑھ لیا کہ ہے ہوا پرست اور

یہ سب اقسام عمل بالارکان کا عامہ مومنین کے ساتھ متعلق ہے اور اسکے ۱۸ شعبے ہیں۔ (۱) حکومت بالعدل (۲) جماعت مسلمین کے ساتھ اتفاق کرنا یعنی جماعت اول صحابہ کرام کی پھر تابعین اور مجتہدین کی ہے پابندی تابعین اور صالحین امت کی ہے۔ بعدہ جماعت اہل مکہ و مدینہ یعنی حرمین شریفین کی ہے کہ انکا تقویٰ و تقویٰ مسلمانی الدین ہے انکا مخالف دور از رحمت خدا ہے (۳) اولے کلام یعنی سلاطین امر معروف کرہو النور کی تابعداری کرنی۔ (۴) باہم مسالون کا اتفاق کرنا نہی سے ہو یا گرمی سے ہو حسین قتال خوارج و باغیان یعنی مخالفین عقاید جس میں مخالف عقیدہ اہل سنت و الجماعت داخل ہے۔ جیسا کہ شامی نے کتاب بقاء بین مخالفین میں بحث و احاثہ کی ہے (۵) امر معروف نہی عن المنکر یعنی شکر کا امر کرنا اور بدی سے ہٹانا (۶) اقامۃ الحدود یعنی پادشاہ کو مرتکب کبائر پر حدود اللہ جاری کرنے یعنی قصاص قاتل سے لینا۔ زانی اور شرابی پر حد لگانا۔ اور قطع یہ سارق کا کرنا۔ اور دیگر تعزیرات ماسوائے ان جبرائیم کے جب رائے حاکم جاری کرنا (۷) چادنی سبیل نشہ کرنی تاکہ بندی سد ثغور یعنی دار الحرب کے راہ گزروں پر چھاؤنیاں ڈالنا۔ (۸) امانت کا ادا کرنا یعنی خمس یعنی پانچواں حصہ جو اللہ اور رسول کا حق ہے۔ مال غنیمت سے ادا کرنا (۹) کسی مسلمان کی قرض حسہ دینا۔ اگر لیا ہوا ہو تو پورا ادا کر دینا۔ (۱۰) ہمسایہ کی عزت و خدمت کرنا (۱۱) مال کا تح کرنا بطریق وجہ حلال۔ (۱۲) اتفاق ہائی بوجہ حلال (۱۳) اسلاف بقدر حاجت و بلا زیادت و نقصان (۱۴) مومنین کے سلام کا جواب



دینار باستانکاران حالات کے جهان سلام دینا کر رہے۔ مثلاً بوقت  
 قرات قرآن شریف یا بوقت سماع اذان یا بوقت اکل طعام یا بحالت  
 برنگی۔ یا بحالت نامشروع وقت اشتغال بعضیان۔ (در تشریح)  
 یہ رسول مختص بسلام زیارت اشخاص ملاقات ہے۔ اور جو شخص  
 عند الحاکم ہر اس کے ادا کے شعبدات یا درجہ ہر اس کے نماز اوسے  
 اور سلام کے اور اہل محکمہ یا اہل مسجد کو سلام کہے۔ تو اس سلام  
 کا جواب واجب نہیں ہے۔ (۱۸۸) تشریح اے عاقل جس نے چھینک  
 کا جواب دینا جب چھینکے والا **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** پڑھے تو مسامح  
**یُحْمَلُکَ اللّٰہُ** کہے (۱۸۹) کسی کو ضرر نہ پہنچانا۔ (۱۹۰) ہر وہ بات  
 وہو و لعب سے پرہیز کرنا۔ (۱۸۸) مسلمانوں کے رستہ سے موٹی  
 دور کرنا۔ **وَالسَّلَامُ وَخَيْرُ الْأَحْیَاتِکُمْ** عینی شرح بخاری جلد ثانی ص ۳۳  
 بذیل حدیث قاتی دیکھیں **مَنْ خَلَقَ کَمَا أَرَدَ فِی جَهَنَّمَ قَبْلَ فِی جَنَّةٍ** والہ کو ایسے  
 دیکھتا ہوں جویسا سلبنے میں دیکھو **کَلَّا لَئِنْ لَمْ نَنْسَخْکَ مِنْکَ بِرُشْدٍ مِّنْ قَبْلِکَ**  
**وَأَوْجِہَکَ وَلَا مَعَابِدَکَ وَجَدَکَ إِیضًا عَلَی الصِّیۡنِ یَقُولُ ائْتِنَا نَسْ قُلُتْ کَلَّا لَئِنْ لَمْ**  
**أَحْضِرِ السِّنۡةَ اِنَّ الرُّوۡیَہَ لَا یَسْتَوِیۡ اِنۡہَا عَمَلٌ عَمَلٌ وَلَا مَعَابِدَکَ وَلَا تَرٰکَ فِلَکَ**  
**حَکَمًا یَّجْزِیۡکَ رُوۡیَہَ اللّٰہِ لَعَالِہِ فِی النَّارِ اَلَا خَرَجَ خَلَقَ فَا لِمَ عَمَلُکَ فِی الرُّوۡیَہَ مَطْلَقًا**  
**وَالْمُشْرِیۡہَ وَالرُّوۡیَہَ فِی خُلُوعِہَا عَنِ الْمَوَاجِہَہِ وَلِلَّکَانَ قَالِہُمَا اِنۡہَا جَوَازٌ**  
**اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَیۡہِ حَقَاقَہُ رُوۡیَہُ تَعَالٰی فِی الْجِہَنَّمَ وَالْمَکَانَ وَاحِدٌ لِّسَنَہُ اَنْتَبَرُ رُوۡیَہُ اللّٰہِ**  
**تَعَالٰی بِالْقَلِّ وَالْعَقْلِ کَمَا کَرَفِیۡ مَوْجِہَہُ بِالرُّوۡیَہِ عَلَی اَنَّ تِلَکَ الرُّوۡیَہَ**  
**مُتَوَکِّلَہُ عَنِ اَلَا تَطْبَاعِ وَالْمَوَاجِہَہِ وَرِیَاضِ الشَّعْرِ اِبْرَہِیۡمَ** یعنی اس حدیث میں اہل  
 سنت اشاعرہ کی سند ہے کہ رویت میں موافقت اور مقابلہ ضروری نہیں اور جایز رکھتے  
 ہیں کہ عین من اندام ملک، الفریقہ کے مجہر کو دیکھے کہتا ہو عین حق کو نزدیک اہل سنت  
 جماعت کے کہ رویت میں عقلاً شرط نہیں کہ انگہ سے دیکھے یا مقابلہ ہو یا قریب ہو یا

اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ قیامت میں دینار و دینار ہوا گا۔ ہر خلاف سب سے لڑے گا۔ اور ہر خلاف جسم کے (جو خدا کے جسم کے قائل ہیں) جس کو عین اور کلام

# رسالہ علم الغیب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصْطَلَفٰی **اقامہ** پس مسئلہ علم الغیب  
 کا اہم مسائل اعتقادی سے ہے اب سوال ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یا حضرت سلطان شیخ سید محمد الدین عبدالقادر جیلانی شیخ پڑھنا اور ان کا  
 سنا صحیح ہے یا نہیں اس مسئلہ کو مدلل بدیل آیت و حدیث بیان کرو و جانش  
 التوفیق الحیوالب یہ مسئلہ مراتب الاقدام علمائے کرام میں مشتبہ ہے  
 سب کو دھوکا ہوا پڑے پڑے رسالے لکھے لیکن مفید مطلب ہوئے  
 لفظ غیب سے معنی مراد کو نہیں سمجھتے اور وظیفہ معلوم نابین فقرائے صوفیہ  
 یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ لکھنا کا بوضاحت نہ بیان ہوا غائب کے پکار  
 کو علم غیب کہتے رہے اور لفظ مخالف خاموش ہو رہی کہتا رہا کہ اگر علم غیب  
 ہوتا ہے تو بالہام ربانی ہوتا ہے ہر وقت نہیں ہوتا۔ قائل اور مجیب مل  
 مطلب سے یہ نصیب رہے اور مطلب اُمت کریمہ عالم الغیب  
 والشہادۃ کا عموم علم باری تعالیٰ کا ساتھ ظاہر اور باطن کے اور ایت  
 کریمہ لا یعلم الغیب الا اللہ یعنی غیب کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں  
 جانتا اس سے خصوص علم غیب کا بذات اللہ ہے پس جو کچھ عالم  
 شہادت میں واقع ہوا اس کا علم خاصہ خدا نہیں دوسرے اور آدمی  
 اور جنات و حیوانات ہی شریک ہیں یہ بات کہ دور اور نزدیک  
 سے یکساں جانتا اور ہر وقت ہر ایک واقعہ عالم شہادت کا شاہد  
 و عالم ہوا خاصہ خدا ہے یا نہیں علم غیب جو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے

۹



وہی ہے جو مخلوق بڑا ات اقدس ہے اور جو کچھ مخلوق ہے وہ عالم شہادت ہے عالم شہادت اس واسطے نام رکھا کہ وہ خلقت سے مخفی نہیں جو مخلوق فطرت اصلی پر ہے اور اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرتی ہے اور سپر کوئی شے عالم شہادت کی مخفی اور پوشیدہ نہیں ہر ذرہ عالم کا تسبیح کرتا ہے سب کو دیکھتا ہے سب کی باتیں سنتا ہے لیکن اسکی بات سمجھ میں نہیں آتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُ** اور اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا خلیفہ کا حکم بھی جاری ہوتا ہے جب مخلوق کی بات چیت حرکات نیک و بد سے واقف ہو ہر چیز کو خطاب کر کے حکم فرمائے وہ چیز خلیفہ کی بات سمجھتی ہو دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **يَوْمَ تَحْشُرُنَا** احتیاد ہمارے جس دن زمین اپنی سب باتوں کی خبر دے گی زمین دیکھتی سنتی ہے مگر بلا اذن خدا کے بولتی نہیں قیامت میں جب اذن ہوگا سب کچھ کہہ دے گی ایسا ہی آفتاب بعد غروب کے سجدہ پیشکش رب العالمین کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیسے تھے تو عرض کرتا ہے کہ جب میں گیا تو ذکر کرتے تھے اور جب میں آیا تو ذکر کرتے تھے اب آفتاب کے بعد کو خیال کر کے گوشہ نشینوں کے اوکار خفیکا سے دنیا علم غیب نہیں ہے اور ایسا ہی درخت و آسمان بہشت و دوزخ بریک نیک و بد کو جانتے ہیں اور قیامت میں سب کو اسی دینگے دوزخ کو لے کر اپنی طرف کھینچے گا بہشت نیک کو اپنی طرف مقناطیس کی طرح جذب کر لے گا۔ اس واسطے حدیث شریف میں آیا ہے **مومن کامل ہل ہل کرے** مثل برق خاطف کے ایک چمک میں گذر جاوینگے بعض تیز اندیز کی طرح جاوینگے بعض گہوڑے کی طرح جاوینگے حدیث شریف میں

ہے کہ مومن کہتا ہے **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اُسى** وقت دوزخ کہتا ہے **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اُسى** غرض عالم شہادت میں دوزخ سے دور بہشت و دوزخ ہے کیونکہ بہشت بر آسمان بہشت ہے جہاں آسمان عرش ہے اور دوزخ زیر بہشت زمین ہے جب مومن کی آواز مومن سے نکلتی ہے تو دوزخ سنتا ہے اور بہشت واسطے ہی اسی طرح سنتے ہیں حدیث شریف میں ہے جب عورت اپنے شوہر صلح کو رات کی وقت تخلیہ میں حفا ہو کر کچھ کہتی ہے تو حور ان بہشتی اور سبکی آواز سن کر کہتی ہیں اسے کجحت تو اس نیک مرد کا دل بند ہوا کہ یہ چند روز میرے پاس یہاں ہے ہمارے پاس آئیو الا یہ یہ کہنا۔ اور سنتا حورون کا اور دیکھتا ہر وقت اور ہر شخص عورت کے ساتھ ہوتا ہے جو حورین نامزد جس مومن کی ہو رہی ہیں اوس کی عورت سے بھی خطاب کرتی ہیں اور فرشتے آسمانوں کے جب امام و کاکا اللہ علیہ السلام پڑھتا ہے ایمان کہتے ہیں خصوصیت کسی آسمان کی نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب چاند کو اشارہ انگلی سے کیا تو وہ دو ٹکڑی ہو گیا ایک ٹکڑا اگرا رہا دوسرا مشر کو چلا گیا جب وہ ٹکڑا اپنی جگہ واپس گیا تو دوسرا ٹکڑا مغرب کو چلا گیا چاند دیکھتا سنتا تھا حکمران کراکلی کا اشارہ بھار شق ہو گیا اس طرح جس درخت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بولا یا وہ بولا جس پتھر کو بولا وہ بھی کلمہ شہادت پڑھتا رہا اور جب حضرت مشر پر سوار ہو کر سفر میں رات کو چلتے تو درخت سامنے والے ہٹ جاتے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت روان پر دربار لگائے ہوئے چند ماہ کے سفر سے جنگل و دشت دور دراز سے آواز چوٹی کا سنتا اور مہنتا پھیر چوٹی کو خطاب کرنا اوس کا جواب دیتا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ پاکوں کو دور نزدیک سے دیکھتا



سننا یکسان ہے شیخ محمد الدین عربی قدس سرہ فرماتے ہیں اللہ ذکر  
السموات والارض کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور سے زمین  
و آسمان وغیرہ کو روشن کر کے قائم کر رہا ہے وہ نور سب ذات کے  
اندرون میں ہے جب عارف کا دل منور بنو رہی ہو جاتا ہے تو ہر چیز  
دور و نزدیک بذریعہ اس نور سے یکساں نظر آتی ہے کوئی چیز پوشیدہ  
نہیں رہتی حضرت علیہ السلام کا ارشاد ہے اَوَّل مَا خَلَقَ اللَّهُ  
نُورًا ثُمَّ خَلَقَ الْمَلٰٓئِكَةَ مِنْ نُّوْرٍ يَّسْتَبِيْهُ اَللّٰهُ تَعَالٰی نے اول میرا نور  
پیدا کیا پھر خلقت کو میرے نور سے پیدا کیا جب سب مخلوق پیدا ہو گئی  
تو انہی کو نور نبوی ہے محور ہو رہی ہے۔ اس نور کے سبب سب  
حضور نبوی میں حاضر ہیں غائب کوئی نہیں اسکی مثال علمائے  
لکھی ہے جیسے چودہ دین رات کا چاند کہ ہر جگہ میں یکساں نور افشان  
و حاضر ہے یہ ذکر عالم شہادت کا ہے اور عالم غیب جسکا علم خاصہ  
الہی ہے وہ بتلیم اللہ تعالیٰ کے حضرت اور وارثان حضرت کو حاصل  
ہے فَادْرِئْهُمْ عَنْ غَيْبِهِ اَحَدًا اَوْ اَكْثَرَ مَنْ اَرَادَ تَقْصِيْهِ مِنْ دُوْنِ يَّسْتَبِيْهُ  
خاص اپنا سوا کے اپنے رسول پسندیدہ کے کسی کو نہیں دکھاتا شاہ  
عبد العزیز قدس سرہ نے فرقی کیا ہے کہ خدا رسول کو اصل غیبیہ کہا  
دیتا ہے اور ولی کو عکس غیب یعنی ولی کے دل پر غیب کا نقش  
ہو جاتا ہے جیسا شیشہ میں باغ و مکان کا نقش آجائے تو شیشہ  
کے دیکھنے سے باغ و کہانی دیتا ہے اور رسول خدا باغ دیکھتا ہے۔  
غرض رسول و ولی پر کشف غیب خاصہ خدا کا ہو جاتا ہے۔  
فرق اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ذاتی ہے اور رسول و ولی کو کشفی۔  
رسول و ولی میں ہی کشف بالذات اور بالواسطہ کا فرق ہے اس  
علم غیب سے جو خاصہ خدا ہے بحث کرنی کہ رسول و ولی کو ہے یا نہیں

بالکل ایمان ہے دوسرے کیونکہ علم غیب کے ذریعہ رسول چاہے  
اور رسول کے ذریعہ ولی بنے اسب یہ ہاست کہ رسول و ولی کو  
کس قدر علم غیب ہے یہ باب بجا ہے کیونکہ جو علم قرآن شریف میں  
ہے جسکے ساتھ ایمان لانا فرض ہے وہ جلد اسما و صفات و احکام  
بار تعالیٰ کے ہیں اور جملہ احوال قیامت کے میدان حشر کے اور بہشت  
و رنج کے ابدال باونک یہ سب علوم حضرت علیہ السلام پر تمام  
و کمال روشن ہیں آپ کا ارشاد ہے اَوْتِيْتُ عَلِيًّا الْوَلٰٓئِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ  
یعنی مجھ کو اللہ تعالیٰ نے علم اولین و آخرین کا دیا ہے کوئی علم ہو سکتا  
ہو نجوم احکام شریعت کے ہوں یا احوال ملائکہ کے ہوں سب کچھ  
حضرت کو حاصل ہے اور حضرت کے وارثان پر سبب تا بعد از  
و تقوٰی کے روشن ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا لَهُ نُوْرًا مِّنْ اَنْوٰرِ  
يَدْرِئُ النَّاسِ الْاٰلِيْنَ يَحْيٰى بَشَرًا يَّحْيٰى النَّاسِ لَوْ اَنَّ  
کے اسکو روح دیتے ہیں ہم اور نور جس کے سبب لوگوں کے  
اندرون حالات کے سیر کرتا ہے ایسا ہی حضرت عنوش پاک نے  
فرمایا ہے کہ اگر شریعت کی لکام نہوتی تو میں ٹکڑے ٹکڑے حالات  
اندرون کی خبر دیتا اور تم میرے سامنے ایسے ہو جیسے شیشے کے اندر  
کی چیز نظر آتی ہے مگر اظہار اسرار باطنی کا حکم شرعی نہیں بعد اس تمہید  
کے تعریف نبی و رسول والا الغرم اور خاتم النبیین اور ولی و خاتم  
الاولیاء کی جدا جدا کرنی واجب ہے کہ ہر مومن اپنے ایمان سے  
واقف ہو اور ناواقف سے چاہ منکالت میں نہ پڑے۔ زرقانی  
شرح مواہب اللدنی ص ۱۲۱ قال لغز الى النبوة عبارة عما يختص  
به النبي و يفاوت به غيره فهو يختص با نواع من الخواص  
احدھا انه يعرف حقائق الوجود المتعلقة بالله و صفاته



وَمِنْ شَكْلِهَا وَالْإِدَارَةُ خَرُوجُهَا عَلَى الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنْ بَيِّنَاتِ الْعِلْمِيَّاتِ وَ  
 زِيَادَةُ الْكَشْفِ وَالْحَقِيقِ ثَانِيهَا أَنَّ لَهُ فِي نَفْسِهِ صِفَةً بِهَا تَتِمُّ بِهَا  
 الْإِفْعَالُ الْخَارِقَةُ الْمَعَادَةُ كَمَا أَنَّ لَنَا صِفَةً تَتِمُّ بِهَا الْحَرَكَاتُ الْمَقْرُونَةُ  
 بِإِرَادَتِنَا وَهِيَ الْقُدْرَةُ ثَالِثُهَا أَنَّ لَهُ صِفَةً بِهَا يَصِيرُ الْمَلَكُوتُ وَشَاهِدُ  
 هَمِّ كَمَا أَنَّ الْمُبْصِرَ صِفَةً بِهَا يَفَارِقُ الْأَعْمَى رَابِعُهَا أَنَّ لَهُ صِفَةً  
 بِهَا يَدْرَأُ مَا سَيَكُونُ فِي الْغَيْبِ فَهَذِهِ كَمَا لَا تَوْصِفَاتُ تَقْسِمُ  
 كُلَّ صِفَتِهَا إِلَى أَقْسَامٍ اِثْنَتَيْنِ أَمَامُ غَزَالِيٍّ نَسَى فَرَمَا بِأَنْبُوتِهِ مَرَادُهَا  
 أَوْسٍ وَصَفٌ مِنْهُ يُوَخِّصُ بِهِ سَائِقُ نَبِيِّ كَيْفٍ أَوْ مِمْتَازٌ هُوَ تَابِعٌ  
 سَائِقُ الْغُرُونِ مِنْهُ أَوْ نَبِيٍّ مُخَصَّصٌ بِهِ سَائِقُ جَارِحَاتِ الْوَحْشِ كَيْفٍ  
 بِهِ كَرَاوِسُكَ سَائِقُ جَائِزَاتِ حَقَائِقِ أُمُورٍ مُتَعَلِّقَةٍ سَائِقُ الْكَلْبِ كَيْفٍ  
 أَوْ أَوْسُكِي صِفَاتٍ كَوَاوِرِ الْمَلِكِ أَوْ دَارِ الْآخِرَةِ كَوَايِيسَ عِلْمٍ كَرَجَسٍ كَيْفٍ  
 سَبَبٌ دُورُونَ مِنْهُ مِمْتَازٌ هُوَ جَائِزٌ بِهِ سَائِقُ كَثَرَتِ الْمَعْلُومَاتِ  
 كَيْفٍ أَوْ زِيَادَةُ الْكَشْفِ كَيْفٍ أَوْ سَائِقُ تَحْقِيقِ كَيْفٍ دُورِ الْوَاحِدِ بِهِ كَيْفٍ  
 أَوْسٍ مِنْ أَيْكٍ أَيْسَا وَصَفٌ بِهِ جَسَسٌ مِنْهُ عَجَزَاتٍ پُورِ كَيْفٍ  
 جَيْسَا كَرَاوِسُكَ هَارِي صِفَتٌ بِهِ جَسَسُكَ سَائِقُ پُورِي حَرَكَاتِ أَرَادِيهِ  
 هَوْتِي مِنْ أَسْ صِفَتٍ كَانَامُ قُدْرَتِ بِهِ تَيْسَا خَاصِدِ بِهِ كَيْفٍ  
 أَسْ مِنْ نُورِ بِهِ جَسَسُكَ سَائِقُ فَرَشْتُونَ كَوَاوِرِ الْمَلِكِ أَوْ دَارِ الْآخِرَةِ كَوَايِيسَ عِلْمٍ  
 أَوْسٍ كَوَايِيسَ أَيْكٍ نُورِ بِهِ جَسَسُكَ سَبَبٌ ثَابِتٌ بِهِ مِمْتَازٌ هُوَ تَابِعٌ  
 رَيْعَتِي ثَبَتِي بَيْنَا هُوَ أَوْ خَلَقَتِ ثَابِتًا بِهَا جَوَاهِرُ الْوَاحِدِ بِهِ كَوَايِيسَ عِلْمٍ  
 جَسَسُكَ سَائِقُ عَالَمِ غَيْبٍ مِنْ جَزُونِ كَوَايِيسَ كَوَايِيسَ جَوَاهِرُ الْوَاحِدِ بِهِ كَوَايِيسَ عِلْمٍ  
 مِنْ يَرْسَبُ خَوَاصِ كَمَا لَا تَوْصِفَاتُ تَقْسِمُ كُلَّ صِفَتِهَا إِلَى أَقْسَامٍ اِثْنَتَيْنِ  
 هَوْتِي مِنْ أَسْ أَوْ رَسُولِ وَهِي جَسَسُكَ حَكْمُ أَظْهَارِهَا وَتَبْلِيغُ أَسْكَامِ شَرْعِهَا  
 حَضُورِ بَارِي عَالِيٍّ مِنْهُ هُوَ أَوْ أَلْوَالِ الْعِزِّمْ رَسُولِ وَهِي جَسَسُكَ حَكْمُ جَوَاهِرِهَا وَ

قَتَالِهَا كَمَا سَائِقُ نَبِيِّ كَيْفٍ هُوَ أَوْ رَسُولِ وَهِي جَسَسُكَ حَكْمُ أَظْهَارِهَا وَتَبْلِيغُ أَسْكَامِ شَرْعِهَا  
 اِنْجِيَارِ كَيْفٍ أَوْ رَسُولِ اِسْكَامِ شَرْعِهَا كَيْفٍ هُوَ أَوْ رَسُولِ وَهِي جَسَسُكَ حَكْمُ أَظْهَارِهَا وَتَبْلِيغُ أَسْكَامِ شَرْعِهَا  
 مَنَزَلِ بِرُخُودِ كَيْفٍ جَوَاحِرِ هُوَ كَوَايِيسَ حَكْمِ شَرْعِهَا كَيْفٍ هُوَ أَوْ رَسُولِ وَهِي جَسَسُكَ حَكْمُ أَظْهَارِهَا وَتَبْلِيغُ أَسْكَامِ شَرْعِهَا  
 بَاقِي مِنْ رَجَا وَهِي اَنْكِي شَرْعِهَا كَلَامُ كَوَايِيسَ حَكْمِ شَرْعِهَا كَيْفٍ هُوَ أَوْ رَسُولِ وَهِي جَسَسُكَ حَكْمُ أَظْهَارِهَا وَتَبْلِيغُ أَسْكَامِ شَرْعِهَا  
 مِنْ اَنْكِي شَرْعِهَا كَلَامُ كَوَايِيسَ حَكْمِ شَرْعِهَا كَيْفٍ هُوَ أَوْ رَسُولِ وَهِي جَسَسُكَ حَكْمُ أَظْهَارِهَا وَتَبْلِيغُ أَسْكَامِ شَرْعِهَا  
 ۱۲۴۰۰۰ ایک لاکھ چوبیس ہزار علم انبیا کا اور پچیس ہزار اپنی شریعت  
 کا۔ جملہ ۱۲۸۰۰۰ ہزار ہے کہ جامع جمیع منازل ولایت کا ہو۔ ظاہر  
 میں ستون منزلت میں اتنے ہی درجات پرست کے ہیں اور منازل باطن  
 کے ایک لاکھ اٹھتالیس ہزار و تین سو چالیس ان منازل کا علم چار قسم ہے  
 ایک علم لدنی دوم علم نوری سوم علم جمیع و تفرقہ چہارم علم طبیعیات  
 عناصر اربعہ و مولدات ثلاثہ علم لدنی وہ علم ہے کہ متعلق باُمور ذاتیہ  
 اللہ تعالیٰ کے ہو اور علم نوری وہ ہے کہ متعلق بالذات جمیع ملائکہ ہو۔ اور  
 جمیع و تفرقہ وہ ہے کہ متعلق بجملہ اذکام ایجاب و عالم امکان کے ہو لوح  
 محفوظ اس علم کا ایک شعبہ ہے اور علم طبیعیات وہ ہے کہ متعلق  
 بکائنات عالم دنیا کے ہو یہ علم ارذلی لغیر ہے۔ کیونکہ متغیر تغیر معلوم  
 ہوتا رہتا ہے یہ علوم خاصہ اس امت مرحومہ کا ہے ان سے پہلے کیوں  
 یہ علم نہیں ہوا یہ ولی کامل جبر عالم شہادت پر قائم ہے کل عالم کو  
 زیر نظر رکھتا ہے عالم شہادت عالم وجود کا نام ہے اور عالم غیب  
 عالم معدوم کا نام ہے جیسا کہ شافعیؒ تفسیر تالیف الغیب والشہادۃ  
 لکھا ہے۔ اور علم غیب دو قسم ہے ایک غیب برزخی جو درمیان  
 غیب مطلق و عالم شہادت کے ہے جو چیز عالم شہادت سے غائب  
 ہو جاتی ہے اوسکی صورت عالم برزخ میں رہتی ہے علم غیب مطلق  
 وہ ہے کہ جو عالم برزخ سے بالا ہے وہ خاصہ انبی ہے اس غیب مطلق



کو رسول بر تفضلی پر ظاہر کرتا ہے۔ غلامِ خدا ہے غیبِ احد، (الامین)  
 المرتفع من رسول فانه يسلم من بين يدي ومن خلفه وصدا  
 یعنی غیبِ خاص اپنا کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر اس رسول پر جسکو  
 پسند کر لیا ہو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ اگر دگر واسکے فرشتے حفاظت  
 کیواسطے پہنچتا ہے یعنی درمیان اللہ تعالیٰ کے اور رسول مرتفع کے  
 کوئی واسطہ نہیں فرشتے اگر دگر اس نور کے ہوتے ہیں جطرح فرج  
 حلقہ باند ہے ہوئے گرو بادشاہ تکم ہوتی ہے۔ یہ ملائکہ اس نور نازل  
 کے محافظ ہوتے ہیں کہ شیطان کا خیال اندر نہ آوے اسواسطے کہ  
 اس نور نازل میں سعادت عظمیٰ مخلوق کی ہے علم حضرت علیؑ  
 علیہ السلام کی حد نہیں جب کے نور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وقل  
 ذی علی علما کہ اسے حبیب میرے اسے میرے رب مجھ کو علم زیادہ  
 وہ حضرت کا علم حقائق اور معرفت کا ہر وقت زیادہ ہوتا جاتا ہے  
 کسی حد پر نہیں تا نہیں علم شریعت کا ختم ہو گیا اسکی زیادتی غیر ممکن ہے  
 مگر علم حقیقت کا اور معرفت الہیہ کا ہر وقت ترقی پر ہے جو شخص  
 حضرت کے علم کی حد اور نہایت کا قائل ہو وہ مخالف حکم قرآن  
 کا ہے فتوحات کی جلد دوم باب سوم جواب سوال اول  
 رسالات حکیم محمد علی ترمذی۔ باب الحادی والعشرون و  
 ثلثمائة جلد ثالث۔ العالم عالمان محسوس و غیب محسوس  
 اول عالم شہادت و دوسرا عالم غیب بعض اوقات ثانی بعض  
 اوقات محسوس ہوتا ہے وہی عالم شہادت ہے پس علم غیب وہ  
 ہے جو مطلقاً محسوس نہ ہو عقلاً یا اخبار معلوم ہو مگر عالم شہادت  
 میں ہے۔ یہ محسوس بغیر اللہ ہے کیونکہ صاحب جس عالم بالحواس  
 سے پاک ہے مگر عالم غیب کا علم ہے بالذات اہل طریقت پر

لازم ہے کہ عطا کردہ الہی سائق اللہ کے رکھے۔ اسکا نام عبودیت ہے  
 اور یہ ملک الہی ہے اور یہ عبید عالم ہر ترحہ قائم ہوتا ہے۔  
 ہر ترحہ عالم مومن ہے و وہم ما بین غیب اور شہادت کے ہے  
 جو چیز عالم غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے یہ عبید قائم  
 اس کا عالم ہے جیسا کہ نبی کے خواص میں بیان ہوا اور جو چیز عالم  
 غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے پھر فنا ہو جاتی ہے پھر عالم  
 ہر ترحہ میں جاتی ہے اسکا رجوع نہیں جیسے اعراض کہ مستجد بالامثال  
 ہوتی ہیں جہاں سے یہ چیز آتی تھی وہ غیب اسکا تہا ظاہر ہو کر غیب  
 محالی میں داخل ہو گئی (یہ مسئلہ بڑا مشکل ہے) علما سے ظاہر و باطن  
 متفق ہیں کہ عالم شہادت ہر وقت فنا ہوتا ہے اور نیا وجود اسکو  
 لگتا ہے سرعت فنا اور ظہور سے تیز کا بقا معلوم ہوتا ہے جیسا  
 بتی روشن کہ چکر دین کو ایک گھٹن کا دائرہ معلوم ہے۔ دراصل ایک  
 بتی ہے کہ فنا ہوتی جاتی ہے۔ ایسے ہی عالم شہادت بالاعراض  
 و بالاعمال ظاہر و باحواس عند الشیخ اور کوئی نہیں جانتا کہ مستجد ہے یا  
 باقی ہے عوام باقی جانتے ہیں۔  
 جب عبد اس مقام پر قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے قبضے  
 میں کر لیتا ہے ما بین غیب اور شہادت کے قائم رہتا ہے۔ اور  
 یہ مقام صدیق اکبر کا ہے یعنی اہل مشاہدہ کا۔ اور یہ واقف دو نو  
 غیبوں یعنی غیب محالی و اسکا فیہ پر معلوم ہوتا ہے۔ علم حضرت علیؑ  
 اللہ علیہ وسلم کا گھٹ سب مخلوقات کو جب حضرت مسلم معراج  
 شریف میں حضور میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ دیکھ کیا لگتا ہے  
 یہ خیرم لکھو اے محمدؐ اسی محمدؐ کیا آپ جانتے ہو کہ فرشتے مقرب  
 کس بات میں بحث کرتے ہیں۔ حضرت نے عرض کیا میں نہیں



جانتا پس اللہ تعالیٰ نے ہاتھ قدرت کا حضرت کے دو اوشانوں میں رکھا۔ اوشکی سروی اور نور دل میں حضرت کے آگیا۔ زمین و آسمان کی چیزیں روشن ہو گئیں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد جانتے ہو۔ فرشتے مقررین کس میں چکر ہے میں عرض کیا کفارات و درجات و نجیات مہلکات میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ گناہوں کا کفار کیا عمل ہے اور درجات ترقی کا کیا عمل ہے۔ اور پیش کی جانب سے کیا عمل روکتا ہے۔ اور دفع کی جانب سے کون سا عمل بچاتا ہے جواب کسی کو نہیں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب کے جواب دیو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے جواب دیئے فرشتوں میں لئے۔ یہ کشف ظاہر باطن کیسا وسیع ہے۔ اس سے پھر ہر وقت ترقی علم و درجات ہے۔ و کَلَّا خَرَوْا حَتَّىٰ لَوْ كُنَّا مِنْ أَكْوَافٍ۔ یعنی ہر حالت آمندہ ہے پہلے سے تمہارے واسطے اچھی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ کوئی صفت بشریت کی آپ میں نہ رہی سب صفات باری تعالیٰ کے ہو جائینگے جب صفات باری تعالیٰ کے ساتھ موصوف ہو سکے تو دیکھنا۔ سنا حضرت کا بعینہ دیکھنا سنا خدائے تعالیٰ کا ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب و تفسیر یٰٰرَبِّیْ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ سَمْعَ الْمَلَائِكَةِ لَكُنَّا مِنْ أَكْوَافٍ کہ حضرت ہر رسالت امت کے اعمال

ظاہری باطنی اور تفاوت اعتقادات دیکھتے ہیں۔ اور حدیث تَعْرِضُ عَنْكَ الْاَعْمَالُ اَمَّا حَقِیْقَتِیْیَیْنِ کے عمل میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں عمار یا سراوی ہے کہ روز مرہ حضور میں حضرت کے اعمال اُسٹ پیش ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کو حضرت پر چاہئے اور دیکھتے ہیں۔ اصل اصول اس مسئلہ کا یہ ہے کہ حضرت موصوف بہ صفات اللہ ہیں جس طرح اللہ سے کوئی

لازم ہے کہ علاقہ ذاتی ساتھ اللہ کے رکھے۔ اسکا نام عبودیت ہے اور یہ ملک لامتناہی ہے اور یہ عبد عالم برتخ پر قائم ہوتا ہے۔ برتخ عالم سوہوم ہے و وہم ما بین غیب اور شہادت کے ہے جو چیز عالم غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے یہ عبد قائم۔ اوس کا عالم ہے جیسا کہ نبی کے خواہ میں بیان ہوا اور جو چیز عالم غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے پھر فنا ہو جاتی ہے پھر عالم برتخ میں جاتی ہے اور کارہو نہیں جیسے اعراض کہ متحد بالامثال ہوتی ہیں جہاں سے یہ چیز آتی تھی وہ غیب اسکا تہا ظاہر ہو کر غیب محالی میں داخل ہو گئی دیکھنا یہ مشکل ہے علماء کے ظاہر و باطن اس پر متفق ہیں کہ عالم شہادت ہر وقت فنا ہوتا ہے اور نیا وجود اسکو لگاتا ہے سرعت فنا اور ظہور سے چیز کا بقا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ نبی روشن کر چکے ہیں تو ایک لگ کا دائرہ معلوم ہے۔ واصل ایک جی ہے کہ ہر چیز فنا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی عالم شہادت بالاعراض عند العلماء ظاہر و باطن ہر عند الشیخ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ متحد ہے یا جاتی ہے عوام باقی جانتے ہیں۔

جب عبد اس مقام پر قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکو اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے ما بین غیب اور شہادت کے قائم رہتا ہے۔ اور یہ مقام صمدیہ اکبر کا ہے یعنی ازل مشاہدہ کا۔ اور یہ واقف دونو فیہون یعنی غیب محالی و اسکا لی پر ظلم ہوتا ہے۔ علم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محیط سب مخلوقات کو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریف میں حضور میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَللّٰہُ دَعٰی یَا مُحَمَّدُ فَاِذَا یَحْتَضِرُکَ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَا تَعْلَمُ اَیُّ مَحَدٍ کَانَ اَبَیْ جَانَتِیْ ہُوَ کہ فرشتے مقرب کس بات میں بحث کرتے ہیں۔ حضرت نے عرض کیا میں نہیں



جائے اللہ تعالیٰ نے ہاتھ قدرت کا حضرت کے دو اوزنوں میں رکھا۔ اوسکی سروری اور نور دل میں حضرت کے الیا۔ زمین و آسمان کی چیزیں روشن ہو گئیں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد جانتے ہو۔ فرشتے مقررین کس میں چمک کر رہے زن عرض کیا کفارات و درجات و نجیسات مہلکات میں ایک دوسرے سے بدھتے ہیں کہ گناہوں کا کفار کیا عمل ہے اور درجات ترقی کا کیا عمل ہے۔ اور بہشت کی جانب سے کیا عمل روکتا ہے۔ اور دفع کی جانب سے کون سا عمل بچاتا ہے جواب کسی کو نہیں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب کے جواب دیو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے جواب دیئے فرشتوں نے کہ یہ کشتی ظاہر باطن کیسا وسیع ہے۔ اس سے پھر ہر وقت ترقی علم و درجات ہے۔ و کَلَّا خَرُّوا خِارًا لِّكَ مِنْ الْاَوَّلٰی یعنی جو حالت آئندہ ہے پہلے سے تمہارے واسطے اچھی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں۔ جتنی کہ کوئی صفت بشریت کی آپ میں نہ رہی سب صفات باری تعالیٰ کے ہو جائینگے جب صفات باری تعالیٰ کے ساتھ موصوف ہوئے تو دیکھنا سننا حضرت کا بعینہ دیکھنا سننا خدا کے تعالیٰ کا ہے اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب در تفسیر دیکھو ان الزَّوَلِّ عَلَیْكُمْ مَحْمُودًا کے کلمہ حقین کہ حضرت بنور رسالت امت کے اعمال

ظاہری باطنی اور تفاوت اعتقادات دیکھتے ہیں۔ اور حدیث تَعْرِضُ عَنَّا اَحْمَالُ اُصْحٰی یعنی کہ عمل بہرے سے پیش کئے جاتے ہیں عمار یا سر راوی ہے کہ روز بروز حضرت بنور رسالت کے احوال آتے پیش ہوتے ہیں اور ہر ایک امتی کو حضرت سے بچاتے اور دیکھتے ہیں۔ اصل اصول اس مسئلہ کا یہ ہے کہ حضرت موصوف بہ صفات اللہ بن جملہ اللہ سے کوئی

پیر محض نہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محض نہیں۔ وَلَقَدْ اَتَيْنَاكَ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَكَ الْحَمْدُ کی تفسیر شیخ محی الدین عربی قدس سرہ لکھتے ہیں۔ یہ سات صفات باری تعالیٰ کے حضرت کو دو دفع عنایت ہوئے ایک دفع مقام قلب میں دوسری دفع مقام روح میں۔ وَالْقُوَاتِ الْعَظِیْمَ کی تفسیر فرمائی ہے کہ نور انہی مقرون جمیع اسماء و صفات ہے یہ ظہور حضرت کو دیا گیا۔ اور علامہ آد صحابہ کرام غزوات شام وغیرہ میں یہ سنت صحابہ کی است پر واجب العمل ہے۔ کہ سب صحابہ ہر وقت حملاً بر اعداء یا صَحَّحُوا اَمِیْتُ اَمِیْتُ یا مَصَّوْرُوْا اَتُوْا النِّصْرَ یعنی اسے محمد کفار کو مارو اسے حضرت منصور نصرت اُتارو۔

دیکھو اس ندامت میں تین باتیں ثابت ہیں۔ حضرت کا حاضر جانتا تھا بعد وفات شریف کے ندا کا سننا اور ادا کرنی جو شخص اس بات کا منکر ہے وہ قرآن شریف کا منکر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ پر ہا جوں و انصار کی تعریف فرمائی۔ کَلَّمَ خَیْرًا اُصْحٰی یعنی تم سب مخلوقات سے اچھے ہو نیکی کا امر کرتے ہو بدی سے ہٹاتے ہو خدا اسے راضی وہ خدا سے راضی ہو جماعت صحابہ کا منکر ہو اور انکے فعل کو ناجائز سمجھے وہ کافر مطلق ہے۔ اہل سلام پر اتباع صحابہ کرام کافر ضالین اعتقادی و ایمانی ہے۔ جس کا اعتقاد مطابق اعتقاد صحابہ کے نہیں وہ ٹھکی ٹاری ہے۔ اور معاملات اطلاق دینے حضرت کی صحابہ کرام کو در معاملہ مار یہ نہ صرف صاحب قلعہ دار الدین کہ جسکے ساتھ اوسکا نکاح ہوا تھا وہ اسکا بیٹا تھا سنی عمود جب امیر عیاض ابن غانم کے پاس آئی اور ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوتی ہوں۔ اس کا منشا تھا کہ اس فریب سے ایک سو اصحاب کیا قلعہ میں لے جاؤں اور وہاں انکو مجبوس کر کے پھر مشاہدہ کروں کہ عمود مجبوس عند اللہ یا بہ ان صحابہ مجبوسین کے



عوض دیدو۔ تب چوڑوں کی۔ امیر عیاض بن غانم کے جواب  
 دیا کہ یہ میرا فریب ہے۔ تیرا غشاہ ولی یہ ہے جو مذکور ہوا۔ اور  
 دراصل عمو دیرا ہی ہے۔ فلاس نے پادری کا نقطہ ہے جب متوال  
 ہوا تو تھے جنگل میں کچھ لوگ تھے کہ کچھ جہاز تھے اور اسکے پاس  
 رکھ کر پتھر کے ستون پر رکھ دیا بعد وہ زیر پاؤ شاہ شہر پار کا تیرے  
 باپ کے پاس جاتا تھا۔ لڑکے کی آواز سن کر سوار بھجوا دیکر کیا  
 سوار نے کہا آدمی کا نو پیدا ہوا ہے۔ پڑا ہے وزیر نے  
 اٹھوا کر یہ حفاظت تمام شہر پاس بھجوا۔ پاؤ شاہ لاؤ لڑکا۔  
 اوس نے بیٹا بنایا۔ عیب جوان ہوا۔ تو امراء نے یہ تجویز کی کہ بار  
 کے ساتھ اسکا نکال ہو۔ ماریہ کسی زوج کو پسند نہیں کرتی تھی  
 اور اس لڑکے کا نام عمو رکھا تھا۔ کہ پتھر کے عمو دے اٹھایا گیا  
 غیر عیب ماریہ کو عمو کی حسن بوالی اور لیاقت کی خبر ہوئی تو نکاح  
 ہوا تھی ہوئی۔ نکاح میں مہر یہ طرہ کر لے لاکھا شرفی اور میں صحابہ  
 کرام قربان گاہ میں فوج کرے عمو صحابہ کے گرفتار کیا اسے لے گیا  
 ہزار لشکر لیکر مسلمانوں کی فوج کی طرف چلا۔ یہاں سوسوین۔ شہ امیر  
 عیاض کو خبر دی۔ کہ عمو اس ارادے پر فوج لایا اور اس جگہ اتر آیا  
 امیر عیاض نے امیر خالد بن ولید کو و ہزار سوار دو پیکر بھجوا۔ امیر خالد بن  
 ولید نے دو ہزار فوج کے چار گارے کے پانچ سو تین کی طرف اور پانچ سو  
 یسار کی طرف اور پانچ سو چھپے آپ پانچ سو سوار لیکر دشمن کی فوج کے  
 پاس گئے اور گھوڑے دوڑائے۔ دشمن کی فوج بیدار ہو کر لڑیں ہوئی  
 امیر خالد نے ایک جرنیل کا فر کو قتل کیا اور عمو کو گرفتار کر لیا۔ باقی  
 فوج بھاگ گئی۔ یہ قصہ سن کر ماریہ نے اپنے شوہر کے چوڑے  
 کئے یہ بیٹا بنایا امیر عیاض کے پاس جاکر اسلام لاؤن اور

کہوں کہ سو سوار دو قلعہ میں لیجا کر باپ کے قلعے کو فتح کرادوں۔ امیر  
 عیاض نے جواب دیا کہ تیرے دل میں فریب ہے تو سوچی سمجھ کر  
 فریب سے اپنے شوہر کو چھوڑاؤن دراصل وہ تیرا بیٹا ہے۔ اوس نے  
 کہا و کھاؤد کو پایا تو جو نشان لڑکے پر دیکھتے تھے بعد پاسے۔ ایک گان  
 آباد و سر نشان شمال سیاح و دیگر مان بیٹا کے نگر روئے اور مسلمان  
 ہو گئے ماریہ نے امیر عیاض سے یہ چھاپہ خبر تم کو کس نے دی ہے کہ میرا بیٹا  
 ہے۔ کسی غرویش کو اس کی خبر نہیں تھی۔ امیر عیاض نے فرمایا کہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب قصہ چھوڑے اسے سے پہلے فرما گئے ہیں  
 کہ یہ عمو و فلاس نے پادری کا نقطہ ہے۔ ماریہ نے اوس سے حرام کا  
 نقطہ لیا اور اس ارادہ پر آئی ہے۔ کہ چلے سے صحابہ کو باپ کے قلعے  
 میں لیجائے۔ اور قید کر کے بھاؤند عمو و چھوڑے یا لڑ چھوڑے مگر  
 عمو کو قید سے چھوڑے یہ بات سن کر ماریہ اور عمو مسلمان ہو گئے  
 پس یہ اندرونی خبر دینی حضرت کی عالم شہادت سے مخفی ہے جسکو  
 غیب کہتے ہیں۔ ایسا ہی انطاکیہ کے محاصرہ میں جب صحابہ کرام گئے  
 تو قلیطانوس شاہ رومیہ الکریم مسلمان ہونے کو صحابہ کرام کی فوج  
 میں شام کی وقت آتا تھا۔ حضرت یوسف نے ہاتھ پائین کرتے تھے۔  
 یوسف نے کہا تم کہاں جاتے ہو۔ کہ حفاظت کیو اسطے گنت کرتا  
 ہوں۔ یوسف کو اس نے کہا سننا ہے کہ تم مسلمان ہو گئے تھے پھر بادشاہ  
 روم کے پاس کیسے آئے۔ یوسف نے بان اسلام لایا تھا۔ مگر اخلاق  
 مسلمانوں کے پسند نہ آئے۔ اس لیے بادشاہ روم کے پاس آیا  
 ہوں اور دراصل یوسف فریب کر کے کو آئے تھے۔ ولی بن مسلمان  
 تھے۔ قلیطانوس نے کہا مسلمان آجے ہیں اسلام اچھا ہے سب  
 دینوں سے دین اچھا ہے سب بادشاہوں سے مسلمان اچھا ہیں



یو قنہ نے کہا تمہاری کلام سے ایمان معلوم ہوتا ہے فلپلا نوس نے کہا  
 بان بین اب سلماتون کی فوج میں جاتا ہوں انکے امیر کے پاس اسلام  
 ظاہر کروں۔ ابھی یہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ حضرت  
 ابو عبیدہ جرح امیر لشکر کا سوار آیا کہ امیر کا حکم ہے کہ فلپلا نوس اس وقت  
 نہ آوے۔ کل عین جنگ میں کفار کو پیچھے سے مارتا ہوا یو قنہ کے ساتھ  
 فتح کر کے آوے۔ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے ایمان  
 کی اور آنے کی اور باہم اوسکے اور یو قنہ کے کلام کو نہ کی موقع خاص  
 کی خبر دی۔ یہ عالم شہادت ہے اس شہادت کو تاریکی شب کی  
 نہیں روکتی حضرت اور حضرت کے خواص است کا خاصہ ہے کہ  
 رات دن برابر تھے اور نزدیک دور برابر تھے۔ زمین کے نیچے تخت  
 الشرائے سے قباب قوسین تک برابر مشاہدہ فرمایا۔ جیسا  
 خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین اجیری قدس سرہا جب خواجہ  
 عثمان ہرونی کی خدمت میں بیٹھا کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ تین روزے رکھ  
 اور ہزار دفع سورہ اخلاص پڑھو اور سورہ بقرہ پڑھو۔ جب پڑچکے فرمایا  
 میری دو انگشتوں کے درمیان دیکھو انسان کی طرف انگشتان بالا  
 کیے فرمایا اوپر دیکھو۔ دیکھا تو قباب قوسین تک نگاہ گئی۔ دونوں  
 انگشت نیچے کر کے فرمایا۔ اب دیکھو۔ دیکھا تو تخت الشرائے تک نظر  
 گئی پوچھا۔ کہاں تک دیکھا عرض کیا۔ کہ تخت الشرائے سے قباب  
 قوسین تک فرمایا۔ اب کام تمہارا شروع ہو گیا۔ بعد ۴۰ سال صحر  
 میں خواجہ کے ساتھ رہے۔ تکمیل ہوئی ولایت کبریٰ ملی پس جو کچھ  
 دل میں آتا ظہور پاتا۔ ایک دن خواجہ اجیری نے حضرت حمید الدین  
 ناگوری کو فرمایا میرا کیا سبب چوں بچہ نیا و رود بودیم۔ میرے چچا ہوتے  
 می شادی۔ چوں بچہ ہا ہر اور دیم حاجت کنن باشد۔ خواجہ حمید الدین

از غرض کیا کہ سریم علیہ السلام پیش از ولادت عیسیٰ علیہ السلام بھارت  
 سبب مسوہ جات بلا طلب حاضر پائین جب ولادت عیسیٰ علیہ السلام  
 کی ہوئی تو کچھ شک کو ہاتھ سے ہلانے کی حاجت پڑی کہ بلا وسے تو  
 کچھ زمین گیرین سلسلہ اسباب اور بھارت میں اتنا فرق ہے۔ بھارت میں  
 خیال کافی ہے سلسلہ اسباب میں ترتیب اسباب کی حاجت ہے  
 خواجہ صاحب نے فرمایا۔ خوب گفتنی شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظہور کسی کا ہر وقت میں ہونا سبب سبب  
 چھ کو بھی رات نظر نہیں آئی۔ روز و شب روشن ہے۔ اور حضرت  
 غوث پاک کا کہنا کہ جو قدم ولایت کا حضرت نے اٹھایا وہاں اپنے  
 اپنا قدم رکھا۔ مگر قدم نبوت سے مستثنیٰ ہے۔ حضرت کے مشاہدات  
 غوث پاک کے مشاہدات ہیں وراثت غوث پاک نے فرمایا یا صاحب  
 الدنیا اور لیس اللہ القی و او یحیا عالم تو کو جو یعنی اسے جماعت  
 انبیاء کی تکوین و کیا گیا ہے کہ وہ ہر دی گئی ہے کہ تکوین میں  
 یعنی علوم ظاہر و باطنی کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوئے  
 انکے ہم وارث ہیں جیسے اسخام و وزیر کا پاس وزیر کے حاضر ہے اور  
 وزیر بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے تو یہ سب اسرار و سر اور بادشاہ  
 کے سننا ہے دوسرے نواب و امرا اپنے اپنے مناسب پر کھڑے  
 ہیں وہ کچھ نہیں سنتے انکے پاس حکم تحریری جاتا ہے اس حکم کو اپنی اپنی  
 ولایت میں جاری کرتے ہیں نام انکا نائب السلطنت ہے اس خادم  
 کا نام کوئی نہیں مگر جو اسرار و رموز بادشاہ اور وزیر کے ہیں وہ اس کے  
 دل میں ہیں اور کما حقہ ہے اسکا نام ولایت ہے اور ان تحریری فرمانوں  
 کا نام نبوت اور رسالت ہے انکو جاری کرنے کا حکم ہے اور خادم کو پوشہ  
 رکھنے کا حکم ہے اسبواسطے نبی اور رسول پر اظہار سحرہ واجب ہے



اور وہی ہے انکار کرنا کہ اسے فرض ہے جو ولی کر امت کو ظاہر کرنا ہے وہ  
 باذن اللہ کرنا ہے نبی اور رسول کو اذن ہو چکا اس واسطے حکم ہے کہ نہایت  
 کی بلایاں رہ کر سب کوئی نہیں کر سکتا اور نہ ہر شے کو چکا اسے نہیں اور عالم برزخ  
 میں شفا ہے کہ بہترین جہان نام استغفار ہے اللہ نے فرمایا یا اوستہ فیرہ یعنی  
 است کی واسطے پر وہ پوئی کی دعا مانگو جو امر الہی ہو اسکا بجا لانا فرض ہے  
 جو فرض کا کیا جاوے اسکی قبولیت میں شک نہ کرنا کفر ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ  
 نے اول مظلوم کو لیا تب حکم بجا آوری کا فرمایا جو شخص اسکا نام الہی پورے کرے  
 تو اسکی مظلومی میں شک نہ کرے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذعوا فی الحجج  
 لکم تم کچھ مانگو وہ نکلا اور عبادت کرو میں قبول کرو گا جتنی کلمات اولیا  
 کے ہیں سب عبادت اللہ کا ہے چنانچہ اس پر مری کو زندہ کرنا یا مری کو سوتا کرنا  
 یا ہڈی کو جانور بنا دینا سب کام خدا تعالیٰ کے ہیں ولی کی دعا ہی دعا ہے  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا حکایت ابراہیم علیہ السلام والذین یصلونکم  
 تعلو یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تم ہمارے گناہوں کو پیدا کیا یہ تھا اور ارا  
 بندہ کا فعل کام خدا کا اور حضرت عنوش اعظم نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے کشتی  
 غرق شدہ کو کشتی اٹھائی زندہ دیا اسے نکال دی اس میں اعتراض شرعی نہیں  
 کیونکہ دعا کام بندہ کا ہے قبول کرنا کام خدا تعالیٰ کا ہے اس میں انکار کرنا  
 موجب انکار قدرت الہی کا ہے۔ ایسا ہی دور سے دیکھنا اور سننا دعا  
 کا ساتھ ایجاد اللہ کے ہے آدمی کوئی کام خود نہیں پیدا کرتا خالق الافعال  
 اللہ تعالیٰ ہے فقط بندے کی کرامت اتنی ہے جو ارا وہ کرے اس پر  
 مطابقت اللہ تعالیٰ وہ چیز پیدا کر دیتا ہے سکروں کا انکار ارا وہ ہے یہ لوگ مرتد  
 ہیں کہ خدا تعالیٰ کے خالق الافعال نہیں جانتے ولی اور نبی کو خالق الافعال  
 سمجھ کر شریعت کے میں حضرت علیہ السلام پر ایمان نہیں پھر ان شریف صحابہ  
 سچا ہوا تو سب یقین کر گئے کہ بندہ کا سبب فعال ہے اور خدا تعالیٰ خالق ہے

اللہ تعالیٰ - میں اعتراض سنا رہا تھا اصل اس بات کی رات کے - بوقت خلوع اقباب دور ہو گیا۔ تمام شرابی زندہ ہوا اللہ

بہر سبب اللہ جبہ الہی بن تمام ہوئی۔

از عرض کیا کہ مریم علیہ السلام پیش از ولادت عیسیٰ علیہ السلام مجرب  
 سب میوہ جات بلا طلب حاضر پائین جب ولادت عیسیٰ علیہ السلام  
 کی ہوئی تو کچھ خشک کو ہاتھ سے بلانکی حاجت پڑی کہ بلاوسے تو  
 کجورین گرین سلسلہ اسباب اور تجرید میں اتنا فرق ہے۔ تجرید میں  
 خیال کافی ہے سلسلہ اسباب میں ترتیب اسباب کی حاجت ہے  
 خواجہ صاحب نے فرمایا جنوب گفنی شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظہور کسی کا ہر وقت میں ہوتا ہے سیکھا  
 چھو کبھی رات نظر نہیں آئی۔ روز و شب روشن ہے۔ اور حضرت  
 عنوش پاک کا کہنا کہ جو قدم ولایت کا حضرت نے اٹھایا وہاں میں  
 اپنا قدم رکھا۔ مگر قدم نبوت سے بہت ہے۔ حضرت کے مشاہدات  
 عنوش پاک کے مشاہدات ہیں وراثت عنوش پاک نے فرمایا یا معشر  
 الذین یاءونہم اللقب و اوتینا صام تو مکرر ہے یعنی اسے جماعت  
 انبیاء کی تمکو لقب دیا گیا ہے ہمارے ہر دے دی گئی ہے کہ تمکو نہیں ملے گی  
 میں علوم ظاہر و باطنی کے جو حضرت علیہ السلام پر وارد ہوئے  
 انکے ہم وار مشاہدین تھے اسخادم وزیر کا پاس وزیر کے حاضر ہے اور  
 وزیر بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے تو یہ سب سرار وزیر اور بادشاہ  
 کے سنتا ہے دوسرے نواب و امرا اپنے اپنے مناسب پر کھڑے  
 ہیں وہ کچھ نہیں سنتے انکے پاس حکم تحریری جاتا ہے اس حکم کو اپنی اپنی  
 ولایت میں جاری کرتے ہیں نام انکا نائب السلطنت ہے اس خادم  
 کا نام کوئی نہیں مگر جو اسرار و رموز بادشاہ اور وزیر کے ہیں وہ اس کے  
 دل میں ہیں اور انکا حال ہے اسکا نام ولایت ہے اور ان تحریری فرماؤ  
 کا نام نبوت اور رسالت ہے انکو جاری کرنے کا حکم ہے اور خادم کو پوشہ  
 رکھنے کا حکم ہے اس واسطے نبی اور رسول پر ظہار مجربہ واجب ہے



الحمد لله

فی احوال مشرق و جنوب

بوقت طلوع آفتاب دو تہ کو یکبار تمام شریفی آئندہ انشاء اللہ

اور وہی چہ اختصار کر است فرض ہے جو ولی کر است کو ظاہر کر تہ وہ  
 باذن اللہ کر تہ ہی اور رسول کر اذن ہو چکا اسید اسطے حکم ہے کہ خداوند  
 کی باذن رب کوئی نہیں کر سکتا اور حضرت شاہ کوہ کا اسجد فی زمین اور عالم برحق  
 میں شہادت کر رہے ہیں جبکہ نام استغفار ہے اللہ نے فرمایا یا اوستغفرک یعنی  
 استغفرک اسطے پر وہ پوٹھی کی دعا مانگو جو امرائی ہو اسکا بجالا کر فرض ہے  
 جو فرض و اگر چاہو اسکی قبولیت میں شک کرنا کفر ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ  
 نے اول منظور کر لیا تب حکم بجا آوری کا فرمایا جو شخص احکام الہی پوروں کرے  
 تو انکی منگوری میں شک نہ کرے اسید اسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا اوستغفرک  
 لکھ تم پھر مانگو یہ وہ لکھا اور عبادت کرو شان قبول کرو لگا جتنی کرات اولیا  
 کے ہیں سب عبادت و اعتراف کا نتیجہ میں اسید مری کو زندہ کر دیا یعنی کو سونگنا  
 یا پڑی کو جانور بنادینا سب کام خدا تعالیٰ کے ہیں ولی کی دعا مری دعا ہے  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا حکایت از ایلہم علیہ السلام واللہ اعلم و خدا  
 تعالیٰ یعنی اللہ نے لکھ لیا کہ اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا نیست اور ارا  
 بندہ کا فعل کام خدا کا اور حضرت غوث اعظم نے دیکھی اللہ تعالیٰ نے کشتی  
 غرق شدہ کو اہل کشتی زندہ دیا ہے نکال دی انہیں اعراس شرعی نہیں  
 کیونکہ دعا کام بندہ کا ہے قبول کرنا کام خدا تعالیٰ کا ہے اسلئے افکار کرنا  
 جو جیسے لکھ قدرت الہی کا ہے ایسا ہی دور سے دیکھنا اور سننا دعا  
 کا ساتھ ایجاد اللہ کے ہے آدمی کوئی کام خود نہیں پیدا کرنا خالق الافعال  
 اللہ تعالیٰ ہے فقط بندے کی کر است اتنی ہے جو ارا وہ کوست اس کی  
 مطابق اللہ تعالیٰ وہ چیز پیدا کر دیتا ہے سکرون کا انکدار ارا وہ ہے یہ لکھ  
 میں کہ خدا تعالیٰ کو خالق الافعال نہیں جانتے ولی اور ہی کو خالق الافعال  
 سمجھ کر شکر کرتے ہیں حضرت علیہ السلام سب قرآن شریف صحابہ  
 سمجھا لیا سب شکر کرتے کہ بندہ کا سبب فعال ہے اور خدا تعالیٰ خالق